باسمہ تعالیٰ:

کیا فرماتے ہیں علماء کرام درج ذیل سوالات کے بارے میں:

۱: پیر سیف الرحمن سیفی کیسا شخص تھا؟

۲: اس کو اور اس کے متبعین کو بدعتی کہنا کیسا ہے؟

۳: ان کے عقائد کیسے تھے؟

۴: ان سے بیعت کرنا کیسا ہے؟ سائل اور اس کا پتہ: راعب خان، مردان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامدا و مصلیا و مسلما

اصل سوالات کے جوابات سے پہلے تمہید کے طور پر یہ واضح ہے کہ:

پیر سیف الرحمن صاحب نے اپنے آپ کو خانقاہ سے وابستہ رکھا تھا، تاہم ان کی تحریر و تقریر میں بے جا غلو اور مبالغہ آمیزی شروع سے رہی، اس کی وجہ سے متعدد فروعی نوعیت کے مسائل میں بھی غلو کے شکار ہوئے،، "تکفیر" کے باب میں بھی وہ شرعی حدود اور فقہی ضوابط کے پابند نہ رہ سکے اور ساتھ ساتھ خود اپنی ذات کے بارے میں اور اپنے مخالفین کے بارے میں بھی وہ شرعی حدود سے تجاوز کر بیٹھے۔ نمونہ کے طور پر اس کی چند مثالیں یہاں ذکر کی جاتی ہیں:

ایک صاحب (مولوی پیر محمد مرحوم) کے ساتھ اپنا مکالمہ ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "ایک دفعہ مجھے یہ بھی کہا ہے کہ میں صرف آپ کو مانتا ہوں اور وہ بھی اس لئے کہ آپ وہابیوں کے خلاف ہیں اور ان پر شدت کرنے والے ہیں اور آپ کے سوا کوئی اور (پیر طریقت) نہیں مانتا۔ تو میں نے کہا کہ میرے تو تقریباً آٹھ ہزار خلفاء کرام ہیں اور سب کے سب فناء قلبی اور نفسی سے مشرف ہیں اور کامل مکمل اولیاء ہیں تو اگر تم صرف مجھے مانتے ہو اور ان کی ولایت سے منکر ہو تو یہ بھی کفر ہو گا۔ کیونکہ تمام اولیاء کو ماننا لیکن صرف ایک ولی سے انکار کرنا کفر ہے۔ جس طرح تمام انبیاءؑ پر ایمان لانا اور صرف ایک نبیؑ سے انکار کرنا کفر ہے۔ تو پیر محمد چشتی اس مسئلہ کے ماننے سے انکار کرنے لگا تو میں نے کتاب "حدیقۃ الندیہ شرح طریقۃ محمدیہ" کی مندرجہ ذیل عبارت سنائی تاکہ واضح ہو جائے کہ ایک ولی اللہ سے انکار کرنا بھی جمہور کے نزدیک کفر بواح ہے۔"[1]

فتوی نمبر
مورخہ
دار الافتاء

پگڑی کے بارے میں وہ لکھتے ہیں:

> "عمامہ سنت مؤکدہ اور محفوظ ہے اور صالحین نے اسے ترک نہیں کیا، عمامہ سنت دائمہ (مسترہ)، لازمہ اور متواترہ (قطعیہ) ہے۔"

چند سطر کے بعد لکھتے ہیں:

> ""خذوا زینتکم عند کل مسجد" اور "علیکم بالعمائم" سے معلوم ہوتا ہے کہ عمامہ لازم اور واجب ہے، کیونکہ "خذوا" امر ہے اور امر اطلاق کی صورت میں وجوب پر محمول ہوتا ہے تو اشارۃً عمامہ کا وجوب مفہوم ہوتا ہے، دوسرا یہ کہ "علیکم" میں علی الزام کے لئے ہے تو صراحۃً عمامہ کا وجوب معلوم ہوتا ہے۔ تیسرا یہ

---

[1] ہدایۃ السالکین فی رد المنکرین، ص ۲۶۰۔

کہ "فرق ما بیننا وبین المشرکین العمائم۔۔" سے معلوم ہوتا ہے کہ عمامہ پر عمل شعار مؤمنین ہے اور عمامہ کا ترک شعارِ مشرکین ہے، اور یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ اگر کوئی صراحۃً چیز مباح یا مستحب ہو لیکن جب شعارِ مؤمنین بن جائے اور اس کا ضد شعارِ کافرین بن جائے تو شعائر کی حیثیت سے وجوب کا درجہ اختیار کرلیتا ہے اور اس کا ضد شعارِ کافرین کی وجہ سے حرمت کا درجہ اختیار کرتا ہے اگر چہ مذکورہ حیثیت کی بغیر یہی چیز فعلاً اور ترکاً مباح ہی کیوں نہ ہو؟"[۲]

تصوف کے متعلق لکھتے ہیں:

"اور علماء کرامؒ نے تصریح فرمائی ہے کہ علم باطن اور کمالات ولایت کا طلب فرض عین ہے"۔[۳]

ان مسائل میں اس حد تک غلو سے کام لینا کسی طرح درست نہیں ہے۔ اس کے علاوہ بعض دیگر اعتقادی مسائل میں بھی بے جا غلو اور مبالغہ سے کام لیتے تھے، چنانچہ تبلیغی جماعت وغیرہ کو کافر قرار دیتے تھے۔

اپنے متعلق ایک جگہ لکھتے ہیں:

"مکتوبات امام ربانیؒ اور دیگر کتب تصوف میں کامل مکمل اولیاء کرامؒ کی جو علامات اور شرائط مذکور ہیں وہ تمام کے تمام اس فقیر میں بحمد اللہ بدرجہ اتم واکمل موجود ہیں جس کا مشاہدہ متواتر ہے"۔[۴]

چند صفحات بعد لکھتے ہیں:

"پس یہی علماء اہل سنت اس فقیر کی ولایت، حقانیت، سنیت، حنفیت اور کمالات ظاہرہ باطنہ کی روشن دلائل ہیں۔ عَنِ الْمَرْءِ لَا تَسْأَلْ وَسَلْ عَنْ قَرِينِهِ... فَكُلُّ قَرِينٍ بِالْمُقَارِنِ يَقْتَدِي۔

اسی طرح آٹھ ہزار خلفاء کرامؒ اور ہزاروں کی تعداد میں مستعد طلبہ کرامؒ حفاظ اور قراء عظامؒ اور لاکھوں کی تعداد میں دانشور عوام مسلمانِ اہل سنت اس فقیر کے حلقہ بیعت میں شامل ہیں اور تمام کے تمام متشرع اور متبعین سنت ہیں اور عقائد سنیہ کے حاملین ہیں۔ پس معاذ اللہ اگر اس فقیر میں کوئی عملی یا اعتقادی خرابی ہوتی تو اس طرح بڑے بڑے اشخاص اور علماء اہل سنتؒ کسی طرح فقیر کے حلقہ بیعت میں شامل ہو جاتے؟"[۵]

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

"الغرض: فقیر کی حقانیت اور کمالات بدیہی ہیں جو کہ اپنے ظہور میں سورج سے بھی واضح ہیں، غیر اسلامی عقائد کے مبلغ کے ساتھ کس طرح ہزاروں مسلمان اور دانشور جید علماءؒ بیعت کرسکتے ہیں؟ یہ کوئی وہمی مفروضہ نہیں بلکہ کوئی ادھر خانقاہ سیفیہ میں آکر دیکھ سکتا ہے کہ فقیر بحمد اللہ شیخ احمد ثانی ہے اور مجدد عصر حاضر ہے۔ فقیر کے مریدین میں جو جید علماء کرامؒ موجود ہیں وہ عقائد اسلامیہ اور مذہب حنفیہ کے اصول اور فروع سے خوب واقف ہیں اور بدیہی طور پر وجدان صحیحہ اور عقل سلیمہ کے ذریعے دیکھتے ہیں کہ فقیر کے

فتوی نمبر ______
مورخہ ______

---

[۲] ہدایۃ السالکین فی ردّ المنکرین، ص ۱۴۵، ۱۴۳۔

[۳] ایضاً، ص ۲۷۴۔

[۴] ص ۲۸۲۔

[۵] ص ۲۸۶۔

اندر ایک جزو بھی خلاف شریعت موجود نہیں بلکہ نبی اکرم ﷺ کی متابعت کے ساتوں درجات سے خود بھی متصف ہے اور دوسروں کو بھی متابعت مصطفوی ﷺ سے مزین فرماتا ہے"۔[6]

اسی کتاب میں ایک اور جگہ ہے:

اسی طرح مولانا محمد ہاشم سمنگانیؒ کی ہزارہا بشارات اس فقیر کے حق میں موجود ہیں۔ ایک دفعہ اس فقیر سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اتنے علوم اور معارف عطا فرمائے ہیں کہ اگر کوئی ان کو زیر قلم کرتا تو مکاتیب مجددیہ کی طرح بیسوں مکتوبات بن جاتے۔ لیکن افسوس کہ لکھنے کے لئے کوئی فرصت نہیں۔ ہزارہا رؤیائے صالحہ اور کشوف حقہ صادقہ اور الہامات رحمانیہ ایسے موجود ہیں جو کہ اس فقیر کی مجددیت اور حقانیت پر گواہ عدل ہیں۔ لیکن حجج ظاہرہ باہرہ کے ساتھ ساتھ خواب وخیال اور کشف کی کیا ضرورت ہے۔ رؤیا اگرچہ مبشرات ہیں لیکن دلیل ملزم نہیں ہیں۔ اور فقیر بحمد اللہ ومنہ ظاہری ٹھوس دلائل سے مجدد عصر حاضر ہے۔[7]

اس کے ایک صفحہ بعد لکھتے ہیں:

"پس معلوم ہوا کہ مجدد کی علامت یہ ہے کہ احیاء سنت اور اماتت بدعات میں مصروف عمل رہے گا۔ اور یہ بات غیر متعصبین پر مخفی نہیں کہ فقیر ہر وقت احیاء سنت میں مشغول رہتا ہے۔ میرے پچاس ہزار سے زائد مریدین کو غور سے دیکھنے پر یہ بات بدیہی طور پر ثابت ہوتی ہیں کہ فقیر محی السنہ ہے۔ میرے تمام مریدین عمامہ کی پابندی کرنے والے ہیں۔ روٹی کی ابتداء اور اختتام نمک سے ہوتی ہے جو کہ سنت ہے اور ستر امراض کی علاج ہے"۔[8]

اس کے بعد جب موصوف باڑہ سے لاہور منتقل ہوگئے اور وہاں سکونت اختیار کی تو اس کے بعد آپ نے متعدد بار صاف طور پر اپنے بریلوی ہونے کا اعلان کیا، یہاں تک کہ متعدد مرتبہ تحریری طور پر "حسام الحرمین" تک کی تصدیق کا بھی اعلان کیا، چنانچہ "انوارِ رضا" میں ہے کہ موصوف نے "مشائخ اہل سنت" کے نام ایک کھلا خط تحریر فرمایا، اس خط میں یہ بھی لکھا ہے کہ:

"اس فقیر کے بارے میں بدعقیدہ لوگوں نے یہ افترا بازی کی کہ چونکہ میں بریلوی نہیں کہلواتا، اس لئے مجھے اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے فتاویٰ جات سے اتفاق نہیں ہے تو اس فقیر نے بارہا معزز علماء ومشائخ عظام کی موجودگی میں یہ بات کی کہ اس حقیقت سے یہ فقیر آگاہ ہے کہ عظیم المرتبت عاشق ماہ رسالت مجدد دین وملت مولانا الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تمام زندگی احیائے سنت اور اماتت بدعت کے لئے کوشاں رہے، آپ کی محققانہ خدمات اور چشمہ فیض لاکھوں کی تعداد میں لوگ مستفیض ہورہے ہیں۔

اور میں یعنی فقیر اخندزادہ سیف الرحمن نے خطیب بے مثل مولانا علامہ مقصود احمد قادری صاحب خطیب مسجد حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر علماء کرام کی موجودگی میں بارہا یہ بیان کیا کہ مجھے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے تمام فتاویٰ جات سے اتفاق ہے۔۔۔اس کے باوجود جب میرے سامنے حفظ

---

[6] ص ۲۸۷۔

[7] ص ۲۹۹۔

[8] ص ۳۰۰۔

الایمان کی وہ عبارت جس میں رسول اکرم ﷺ کے علم کو پاگلوں کے علم سے تشبیہ دی گئی تھی تو میں نے اس کے مصنف، قائل، مصدق و مصحح کو کافر قرار دیا اور اسی طرح دیگر گستاخانہ عبارات کے قائل، مصدق و مصحح کو کافر قرار دیا اور میرا آج بھی یہی فتوی ہے، اور الحمد للہ میں کتاب "حسام الحرمین" کی بھی مکمل تائید کرتا ہوں۔"[۹]

ان تفصیلات سے معلوم ہوا کہ اعتقادی لحاظ سے پیر سیف الرحمن صاحب کی وہی حیثیت ہے جو ایک بریلوی عالم کی ہوتی ہے، اس کے مطابق اصل سوالات کے جوابات درجِ ذیل ہیں؛

(۱و۳)۔۔۔اس کا جواب درج بالا تفصیل سے معلوم ہو جاتا ہے۔

(۲)۔۔۔موصوف اپنے اعلان واعتراف کے ساتھ بریلوی ہے اور بریلوی متعدد اعتقادی اور عملی بدعات میں مبتلا ہیں، اس لئے ان کو بدعتی کہنا بے جا نہیں، تاہم شرعی مصلحت کا تقاضا نہ ہو تو بلا فائدہ کسی کو "بدعتی" کہنے سے احتراز ہی کیا جائے تو بہتر ہے، خاص کر جہاں فائدہ نہ ہونے کے ساتھ ساتھ نقصان و معصیت کا بھی اندیشہ ہو۔

(۴)۔۔۔بالکل درست نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

بندہ عبید الرحمن عفی عنہ

دار الافتاء والارشاد، مردان

۲۵ صفر ۴۶ھ

مُفتی

دار الافتاء والارشاد مردان

الجواب صحیح

عادل رضا

۲۰ ربیع الاول ۴۶ھ

الجواب صحیح

مطیع الملک

۲۳ ربیع الاول ۴۶ھ

فتوی نمبر ۲۲/۵

مورخہ ۷/۳/۴۶ھ

دار الافتاء والارشاد مردان